# مولانا حسن رضا خان کی نعتیہ شاعری


شذرہ

ریسرچ اسکالر: شعبہ اردو، جامعہ کراچی



## Abstract

Hasan Raza khan (1859-1908) was a prominent religious scholar of high rank. He also had a natural interest in poetry. Daagh Dehlvi (1831-1905) was his guide for his love poetry while Moulana Ahmed Raza khan Barelvi (1856-1921) was his tutor in Naat poetry. This paper criticaly evoluates various poetical aspects of his poetry, particularly his individual contribution to the field of Urdu Naat.


پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کی تعریف و توصیف نہایت وسیع و ہمہ گیر موضوع ہے کیونکہ یہ وہ ذاتِ پاک ہے جن کا مداح خود خالقِ کائنات ہے۔ خدائے بزرگ و برتر نے قرآنِ پاک میں رسول اللہ ﷺ کو اشرف الانبیاء، خاتم النبیین، اخلاق کے بلند ترین درجے پر فائز انسان قرار دیا ہے۔ نعتِ رسولِ مقبول ایک بحرِ بیکراں کی مانند ہے جس کی غواصی کرنے والا ہر انسان نئے موتی چن کر لاتا ہے۔ اردو کی دیگر اصنافِ سخن کی طرح نعت بھی عربی سے فارسی اور پھر فارسی سے اردو میں آئی۔ [۱] اردو میں نعت گوئی کی مثالیں بالکل ابتدائی دور سے ملتی ہیں۔[۲] اردو کا کم و بیش کوئی ایسا شاعر نہیں جس نے نعت میں کم از کم ایک دو شعر بھی نہ کہے ہیں۔ کچھ ایسی شخصیات بھی ہیں جنھوں نے نعت کو اپنی زندگی کا مرکز و محور بنا لیا اور نجاتِ اُخروی کا ذریعہ سمجھا ان میں مولانا احمد رضا خان، محسن کاکوروی، امیر مینائی، حفیظ جالندھری وغیرہ کے نام سرِ فہرست ہیں۔ ایسے ہی ایک مداحِ رسول مولانا احمد رضا خان کے برادر مولانا حسن رضا خان بھی ہیں۔

مولانا حسن رضا خان ۴ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ / یکم اکتوبر ۱۸۵۹ء کو بریلی میں پیدا ہوئے۔[۳] اپنے والد مولانا نقی علی خان سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ علومِ عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل اپنے برادر مولوی احمد رضا خان سے کی۔ طریقت میں مولانا

شاہ ابوالحسن نوری سے قادریہ سلسلے میں بیعت واجازت وخلافت حاصل کی۔۴ علومِ درسیہ سے فراغت کے بعد مولوی حسن رضا اپنے برادر مولانا احمد رضا خان کے معاون بنے ان کی تصانیف کی طباعت واشاعت کا اہتمام نہایت ذمہ داری سے کرتے رہے۔ مولانا احمد رضا خان کا نعتیہ دیوان ''حدائق بخشش'' حصہ اول حسن رضا خان کی حسنِ ترتیب کا آئینہ دار ہے۔۵ مولانا حسن رضا خان مدرسہ منظر الاسلام کے پہلے مہتمم تھے۔۶ اُن کا ذاتی مطبع ''مطبع اہلسنت بریلی'' تھا۔ اس مطبع نے دینی کتابوں کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ مولانا حسن رضا خان کی زیرِ نگرانی سیّد محمود علی عاشق کی زیرِ ادارت ۱۹۰۲ء میں ہفتہ وار اخبار ''روز افزوں'' اور ۱۹۰۳ء میں ماہانہ ''گلدستہ بہار بے خزاں'' جاری ہوا۔ ''گلدستہ بہار بے خزاں'' کا نام نواب مرزا داغ دہلوی نے تجویز کیا تھا۔۷ ''گلدستہ بہار بے خزاں'' میں اس زمانے کے رواج کے مطابق مصرع طرح پر کہی ہوئی غزلیں طبع ہوئی تھیں۔۸ مولانا حسن رضا خان تصنیف و تالیف سے بھی شغف رکھتے تھے ان کی کل تصانیف کی تعداد گیارہ ہے۔۹ جن کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ تزک مرتضوی:

اس کتاب کا موضوع ردِ تفضیل اور فضائلِ حضرت علی کرم اللہ وجھہ ہے۔ اس کتاب کے دو تاریخی نام ہیں۔ ''الرائحة العنبریه من المجمرة الحیدریة'' اس سے سن ۱۳۰۰ ہجری برآمد ہوتا ہے، اور ''تزکِ مرتضوی'' اس سے سن ۱۸۸۳ء برآمد ہوتا ہے۔ یہ کتاب پہلی بار مطبع جماعت تجارت اسلامیہ، میرٹھ سے شائع ہوئی۔

۲۔ نگارستان لطافت:

یہ کتاب میلاد و معراج شریف کے بیان پر مشتمل ہے جو ۱۳۰۲ھ میں قیصری پریس، بریلی سے پہلی بار شائع ہوئی۔

۳۔ بے موقع فریاد کا مہذب جواب:

پنڈت بشن نرائن نے اپنی کتاب ''انگریزوں سے ہندوستانیوں کی فریاد'' میں گاؤ کشی کے متعلق اسلامی نظریے پر کچھ اعتراضات کیے۔ مولانا حسن رضا خان نے ان اعتراضات کا تفصیلی جواب اس کتاب میں دیا۔ کتاب کے سرِ ورق پر مصنف کا نام جناب مولوی نصیر الدین حسن خان صاحب لکھا ہے۔ مولانا حسن رضا خان کے دیوان ''ثمرِ فصاحت'' کے آخر میں مولانا حسن رضا خان کی تصانیف کی فہرست دی گئی ہے اس میں اس کتاب کا نام لکھا ہے۔ حسرت موہانی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب مطبع نظامی، بریلی سے شائع ہوئی۔

۴۔ آئینہ قیامت:

اس کتاب کا موضوع حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے۔ پہلی بار رسالہ تحفہ حنفیہ، پٹنہ میں شائع

ہوئی۔ پاک و ہند میں اس کے کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔

۵۔ دین حسن:

اس میں کتب ہنود و نصاریٰ سے حقانیتِ اسلام کے دلائل کو یکجا کیا گیا ہے۔ پہلی بار مطبع اہلسنت و جماعت، بریلی سے شائع ہوئی۔

۶۔ وسائل بخشش:

یہ اردو مثنوی ہے، اس میں سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامات کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلی بار نادری پریس، بریلی سے شائع ہوئی۔

۷۔ ندوہ کا تیجہ روداد سوم کا نتیجہ:

یہ کتاب ۱۳۱۴ھ میں مطبع اہلسنت و جماعت، بریلی سے شائع ہوئی۔

۸۔ صمصام حسن بردابر فتن:

اس فارسی مثنوی کا موضوع تردید ندوہ ہے۔ مطبع اہلسنت و جماعت، بریلی سے شائع ہوئی۔

۹۔ ثمر فصاحت:

یہ اردو دیوان ہے جو کہ ۱۳۱۹ھ میں مطبع اہلسنت و جماعت، بریلی سے شائع ہوا۔

۱۰۔ قند پارسی:

یہ فارسی کلام ہے جو ''ثمر فصاحت'' میں شامل ہے۔

۱۱۔ ذوق نعت:

یہ نعتیہ دیوان ''صلۂ آخرت'' کے نام سے معروف ہے۔ ۱۹۰۷ء میں شائع ہوا۔[۱۰]

بقول حسرت موہانی ابتدائی چھ کتابیں اُن کے زمانۂ حیات میں چھپ کر مقبول خاص و عام ہو چکی تھیں۔[۱۱]

مولانا حسن رضا خان موزوں طبع تو تھے ہی جس زمانے نواب مرزا داغ دہلوی کا قیام رام پور میں تھا رام پور گئے، وہیں اپنے پھوپھا فضل حسن خان کے یہاں مقیم ہو کر داغ دہلوی کی شاگردی اختیار کی۔[۱۲] حسن رضا خان کا شمار داغ دہلوی کے نمائندہ تلامذہ میں کیا جاتا ہے بقول حسرت موہانی۔

''انھوں نے اپنے اندازِ سخن کو استاد کے رنگ کلام سے مشابہ بنانے میں اس قدر کامیابی حاصل کی ہے کہ اکثر موقعوں پر داغ و حسن کی شاعری میں فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔''[۱۳]

داغ دہلوی کو ان سے خاص شفقت و محبت کا تعلق تھا اس لیے داغ انھیں پیارے شاگرد کہہ کر مخاطب کرتے تھے

جیسا کہ حسن نے مرثیہ داغ میں لکھا:

پیارے شاگرد تھا لقب اپنا کس سے اس پیار کا مزا کہیے!!

حسن رضا خان کا دیوان "ثمر فصاحت" ۱۳۱۹ھ میں مطبع اہلسنت و جماعت بریلی سے شائع ہوا، اس کا نام تاریخی ہے۔ حسن کا عام رنگ وہی ہے جو ان کے استاد داغ کا تھا۔ "ثمر فصاحت" میں انھوں نے داغ کا کامیابی سے اتباع کیا۔ بانکپن، تیکھاپن، جنسی عشق، واردات، بات میں بات، محاکات وغیرہ جو داغ کی شاعری کے طغرائے امتیاز ہیں حسن کے یہاں بھی ملتے ہیں۔ ۱۵ داغ دہلوی کے شاگردوں میں حسن رضا خان کا پایۂ شاعری بہت بلند ہے وہ بجائے خود استاد و مستند تھے۔ ۱۶ حسن رضا خان کی عاشقانہ شاعری علیحدہ تفصیل کی متقاضی ہے جس کا مطالعہ آئندہ کسی پیش کیا جائے گا یہاں صرف ان کی نعتیہ شاعری کا مطالعہ مقصود ہے۔ ۱۳۲۵ھ میں حسن رضا خان حج کی سعادت سے مشرف ہوئے، اگر چہ اس سے پہلے بھی گاہے بگاہے وہ نعت کہا کرتے تھے لیکن حج سے واپسی کے بعد غزل گوئی ترک کر کے نعت، منقبت اور مذہبی عقیدت پر مشتمل شاعری کو مقصد حیات بنالیا۔ نعتیہ شاعری میں مولانا احمد رضا خان سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ ۱۷

مولانا حسن رضا خان کے زمانے میں نعتیہ مشاعروں کا رواج ہوا، اس سے قبل بریلی کے مشاعروں میں بطور ہدیۂ تبریک حمد و نعت اور، منقبت خوانی ہوتی تھی، جب حسن رضا کی نعت گوئی نے ہندوستان گیر شہرت حاصل کی اور بریلی میں نعت گوئی کو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی تب سے نعت گوئی کے لیے مشاعرے بھی عام طور پر منعقد ہونے لگے اور مقبول ہوئے۔ ۱۸

حسن رضا خان کا نعتیہ دیوان "ذوق نعت" ۱۹۰۷ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوا۔ اس میں کلام کی ترتیب ردیف وار ہے الف سے یا تک ہر ردیف میں کہی گئی نعتیں موجود ہیں۔ ردیف الف کی ابتداء میں دو عدد حمد ہیں ان کے بعد نعتوں کا آغاز ہوا ہے۔ ردیف کی ترتیب کے مطابق دیگر اصناف سخن، مناقب خلفائے راشدین، منقبت غوث الاعظم، منقبت خواجہ غریب نواز، منقبت اچھے میاں مارہروی، ذکر طیبین، حاضریٔ حرمین وغیرہ، بھی شامل ہیں۔ خاتمہ دیوان کے بعد تین مسدسات، ایک سلام "برروح نبی"، ۱۲ رباعیات، ۸ تاریخیں ہیں۔ اس کے بعد چند مثنویاں اور قصائد ہیں اس حصے کا تاریخی نام "وسائل بخشش" ہے جس سے ۱۳۰۹ھ برآمد ہوتا ہے اس میں ابتداء میں تین حمدیہ و نعتیہ مثنویاں ہیں۔ اس کے بعد مختصر مثنویاں ہیں حصۂ قصائد میں مولانا فضل رسول بدایونی کی مدح میں کہا گیا طویل قصیدہ ہے۔ تین نیم ہجویہ قصائد ہیں جن کی ردیف "باقی" ہے۔ آخر میں اشعار متفرقات ہیں۔ "ذوق نعت" میں نعتوں کی تعداد اناسی (۷۹)

اگر چہ نعت کا موضوع نہایت عظیم و وسیع ہے لیکن نعت گوئی پل صراط پر چلنے کے مترادف ہے یہاں ہر قدم پر ادب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے اس راہ میں معمولی سی لغزش بھی انسان کے سارے اعمال کو بے کار کر دیتی ہے مولانا حسن رضا

خان نے نعت گوئی کے آداب اور محبت رسول ﷺ میں شائستگی گفتار کے انداز مولانا احمد رضا خان سے سیکھے۔ مولانا احمد رضا خان نے ان کی نعت گوئی کے بارے میں کہا:

"ان کو میں نے نعت گوئی کے اصول بتائے تھے ان کی طبیعت میں ان کا ایسا رنگ رچا کہ ہمیشہ کلام اس معیار اعتدال پر صادر ہوتا جہاں شبہ ہوتا مجھ سے دریافت کر لیتے۔" ۱۹

انھوں نے عشق رسول اور محبت نبی میں شائستگی گفتار کو پیش نظر رکھا اور شان رسالت کے غیر شایان کلمات کی ادائیگی سے دامن کو بچائے رکھا۔ بارگاہ رسالت کا ادب انھیں محبوب رب اللعالمین کو ان کے اسم گرامی سے ندا کرنے نہیں دیتا۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

جلوۂ یار اِدھر بھی کوئی پھیرا تیرا
حسرتیں آٹھ پہر تکتی ہیں رستا تیرا

دشتِ پُر ہول میں گھیرا ہے درندوں نے مجھے
اے مرے خضرا! اِدھر بھی کوئی پھیرا تیرا

آفتوں میں ہے گرفتار غلامِ عجمی
اے عرب والے اِدھر بھی کوئی پھیرا تیرا

حشر کے روز ہنسائے گا خطاکاروں کو
میرے غم خوار دل، شب میں یہ رونا تیرا ۲۰

کُھلیں اِسلام کی آنکھیں ہوا سارا جہاں روشن
عرب کے چاند صدقے، کیا ہی کہنا تیری طلعت کا ۲۱

خدام تو بندے ہیں تیرے خُلقِ حسن نے
پیارے تجھے بدخواہ کا غم خوار بنایا ۲۲

غم کی گھٹائیں چھائی ہیں مجھ تیرہ بخت پر
اے مہرِ سن لے ذرّہ بے دست و پا کی عرض ۲۳

مولانا حسن رضا خان کا فن شاعری آداب رسالت کے دائرے سے سرمو منحرف نہیں ہے، شوق کی فراوانی بھی انھیں دائرۂ ادب میں رکھتی ہے اسی لیے مولانا احمد رضا خان کی ان کی شاعری کے بارے میں یہ رائے ہے:

"سوائے دو کلام مولانا کفایت علی کافی اور حسن بریلوی کے کسی کا کلام میں قصداً نہیں سنتا مولانا کافی اور حسن میاں مرحوم کا کلام اول سے آخر تک شریعت کے دائرے میں ہے"۔ ۲۴

حسن رضا خان نے مضامین نعت کو اہم روایات و واقعات تک محدود نہیں رکھا بلکہ اپنی نعتیہ غزلوں میں جذبات، تجربات اور مشاہدات کو نظم کیا، ان کی نعت میں تغزل ہے جس نے ان کی نعت کو مٹھاس، خلوص کی رچنا اور عشق رسول کی تپش دی ہے۔ ۲۵ بقول ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب:

"ان کی نعتوں میں ان کے جذبات غزل کی زبان اور غزل کی اشاریت کے سبب اس قدر زود اثر ہو گئے ہیں کہ وہ اردو کی نعتیہ شاعری میں اپنا جواب نہیں رکھتے ہیں اس روش نعت گوئی سے وہ متقدمین سے بھی ممتاز ہو گئے ہیں۔ ۲۶

چند اشعار ملاحظہ ہوں:

اس دِل کے فدا جو ہے تری دید کا طالب
ان آنکھوں کے قربان جنہیں تو نظر آیا۲۷

اگر قسمت سے میں ان کی گلی میں خاک ہو جاتا
غمِ کونین کا سارا بکھیڑا پاک ہو جاتا۲۸

اگر چمکا مقدر خاک پائے رہرواں ہوکر
چلیں گے بیٹھتے اٹھتے غبار کارواں ہوکر

تصور اس لبِ جاں بخش کا کس شان سے آیا
دلوں کا چین ہوکر، جان کا آرام جاں ہوکر۲۹

نگاہِ لطف کے امیدار ہم بھی ہیں
لیے ہوئے یہ دل بے قرار ہم بھی ہیں

ہمارے دستِ تمنا کی لاج بھی رکھنا
ترے فقیروں میں اے شہریار ہم بھی ہیں

ادھر بھی توسنِ اقدس کے دو قدم جلوے
تمہاری راہ میں مشتِ غبار ہم بھی ہیں

کھلا دو غنچۂ دل صدقہ بادِ دامن کا
امیدوارِ نسیمِ بہار ہم بھی ہیں

تمہاری ایک نگاہِ کرم میں سب کچھ ہے
پڑے ہوئے تو سرِ رہگذار ہم بھی ہیں۳۰

دل میں ہو یاد تری گوشۂ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

آستانے پہ ترے سر ہو اجل آئی ہو
اور اے جانِ جہاں تو بھی تماشائی ہو۳۱

بزم آراہوں اُجالے تری زیبائی کے
کب سے مشتاق ہیں آئینے خود آرائی کے

خاک ہوجائے اگر تیری تمناؤں میں
کیوں ملیں خاک میں ارمان تمنائی کے۳۲

اس رنگ تغزل نے ان کی نعتوں کے حسن و خوبی میں انوکھی شان پیدا کردی ہے ان کا کمال یہ ہے کہ تقاضائے نعت، ادب و احترام کو مدنظر رکھتے ہوئے بھی نعتوں میں حسن تغزل کی خوبی پائی جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کی نسبت سے مدینہ منورہ کا ذکر اردو نعت کا اہم موضوع ہے مولانا حسن رضا خان کی نعتوں میں دیار حبیب کے ذکر میں کیف و سرور کی کیفیت چھائی ہے انھوں نے مدینہ منورہ اور اس سے وابستہ ہر چیز سے عقیدت و محبت کا والہانہ اظہار کیا ہے چند اشعار بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

خارِ صحرائے نبی، پاؤں سے کیا کام تجھے
آمری جان مرے دل میں ہے رستہ تیرا۳۳

خلد کیسا، کیا چمن، کس کا وطن
مجھ کو صحرائے مدینہ مل گیا۳۴

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ

مبارک رہے عندلیبو! تمھیں گُل
ہمیں گل سے بہتر ہیں خارِ مدینہ۳۵

ان کی خواہش ہے کہ:

ہمیشہ رہروانِ طیبہ کے زیرِ قدم آئے الٰہی کچھ تو ہو اعزاز میرے کاسۂ سر کا ۳۶
زمیں تھوڑی سی دے دے بہرِ مدفن اپنے کوچے میں لگادے میرے پیارے میری مٹی بھی ٹھکانے سے ۳۷

مولانا حسن رضا خان کی نعتوں میں محشر کا ذکر منفرد انداز سے پایا جاتا ہے ان کی نعتوں میں روز آخرت کے ذکر میں خوف و اضطراب کی کیفیت اور ناامیدی کی بجائے اطمینان وطمانیت کی کیفیت پائی جاتی ہے کیونکہ انھیں اپنے آقا کی شفاعت کی امید اور دید کی خوشی ہے۔ وہ روز محشر کے انعقاد کا باعث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے ۳۸
بزم محشر کا نہ کیوں جائے بلا واسب کو کہ زمانے کو دکھانی ہے وجاہت تیری ۳۹

روز محشر کے حوالے سے یہ رجائی انداز انھیں دیگر شعراء سے منفرد کرتا ہے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

روزِ محشر کے الم کا دشمنوں کو خوف ہو دُکھ ہمارا آپ کو کس دن گوارا ہوگیا ۴۰
اپنے ہاتھوں میں ہے دامانِ شفیع ڈر چکے بس فتنۂ محشر سے ہم ۴۱
خدا شاہد کہ روزِ حشر کا کھٹکا نہیں رہتا مجھے جب یاد آتا ہے کہ میرا کون والی ہے ۴۲
مجمعِ حشر میں گھبرائی ہوئی پھرتی ہے ڈھونڈنے نکلی ہے مجرم کو شفاعت تیری
چین پائیں گے تڑپتے ہوئے دل محشر میں غم کسے یاد رہے دیکھ کے صورت تیری ۴۳

جس طرح رسول اللہ ﷺ کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے اسی طرح انبیائے سابقین کا احترام بھی مسلمان پر لازم ہے۔ مولانا حسن رضا خان نے نعت میں انبیائے سابقین کا ذکر کرتے ہوئے احتیاط کا دامن نہیں چھوڑا۔ ڈاکٹر صابر سنبھلی لکھتے ہیں:

> ''نعت گوئی میں ایک عام غلطی یہ ہوجاتی ہے کہ حضور پاک ﷺ کا تعلق یا تقابل جب انبیائے ماسبق کے ساتھ دکھایا جاتا ہے تو کہیں کہیں نبی آخر الزماں ﷺ کی توصیف کے پردے میں انبیائے سابقین علیہم السلام کی توہین کا پہلو نمایاں ہوجاتا ہے۔ مولانا حسن رضا خان نے حتی الامکاں اس غلطی سے خود کو بچائے رکھا ہے''۔ ۴۴

مولانا حسن رضا خان نے حضور ﷺ کی فوقیت کے ساتھ کہیں بھی کسی نبی کی شان میں بے ادبی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ چند ایسے اشعار، جن میں انبیائے سابقین کا ذکر کیا ہے، بطور درج ذیل ہیں:

صدقے ترے اے مردمکِ دیدۂ یعقوب یوسف کو تری چاہ نے کنعاں سے نکالا ۴۵

میں یدِ بیضا کے صدقے اے کلیم
پر کہاں ان کی کفِ پا کا جواب[46]

دلوں کی جان ہے لطفِ صباحتِ یوسف
مگر ہوا ہے نہ ہوگا جوابِ حسن ملیح[47]

نہیں گداہی سرِ خوانِ بارگاہِ رفیع
خلیل بھی تو ہیں مہمانِ بارگاہِ رفیع[48]

جاں بخشیاں مسیح کو حیرت میں ڈالتیں
چپ بیٹھے دیکھتے تری رفتار کی طرف[49]

سب سے پہلے حضرت یوسف کا نامِ پاک لوں
میں گناؤں گر ترے امیدوارِ انِ جمال[50]

مولانا حسن رضا خان نے اردو نعتیہ شاعری کے دامن کو بھی وسیع کیا۔ انھوں نے نہ صرف نعت کی روایات کو آگے بڑھایا بلکہ ان کی جدتِ فکر نے نعت میں نئے مضامین ونکات کو جگہ دی بقول نظیر لدھیانوی:

''مولانا نعت گوئی میں دوسرے نعت گو شعراء کے نقال نہیں کہ میلاد شریف کا ذکر کریں تو وہی بات پر الفاظ دگر کہہ دیں جو دوسرے شعراء کہہ چکے ہیں یا معراج کا مضمون ہو تو وہی رسمی باتیں بیان کردیں جو دوسرے نعت گو بھی بیان کر چکے ہیں۔ مولانا ہر مقام اور ہر جگہ پر نئی بات کہنے کی کوشش کرتے ہیں ان کے بہت سے اشعار میں نئے نئے مضامین ہیں''۔[51]

خاص بات یہ کہ ان مضامین ونکات میں طرزِ ادا کی لطافت بھی پائی جاتی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

صدق نے تجھ میں یہاں تو تک جگہ پائی ہے
کہہ نہیں سکتے اُلِش کو بھی تو جھوٹا تیرا[52]

اور میں کیا لکھوں خدا کی حمد
حمد اسے وہ خدا ہوا تیرا[53]

قل کہہ کر اپنی بات بھی لب سے ترے سنی
اللہ کو ہے اتنی تری گفتگو پسند[54]

کریں تعظیم میری سنگِ اسود کی طرح مومن
تمہارے در پہ رہ جاؤں جو سنگِ آستاں ہو کر[55]

بے لقائے یار اُن کو چین آجاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر[56]

اس در کی خاک پر مجھے مرنا پسند ہے
تختِ شہی پہ کس کو نہیں زندگی عزیز[57]

تھی جو اس ذات سے تکمیلِ فرامیں منظور
رکھی خاتم کے لیے مہرِ نبوت محفوظ[58]

سفر کر خیالِ رخِ شہ میں اے جاں
مسافر نکل جا اجالے اجالے[59]

ترے محتاج نے پایا ہے وہ شاہا نہ مزاج
اس کی گدڑی کو بھی پیوند ہوں دارائی کے[60]

ان کی نعتوں میں جدت ادا کی خوبی بھی پائی جاتی ہے بعض پرانے مضامین کو اپنے انداز بیان کی خوبی سے اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ پرانے معلوم نہیں ہوتے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

گرمیِ بازار مولیٰ بڑھ چلی
نرخِ رحمت خوب سستا ہو گیا[61]

اے نظمِ رسالت کے چمکتے ہوئے مقطع ؎ تو نے ہی اسے مطلعِ انوار بنایا

آئینۂ ذاتِ احدی آپ ہی ٹھہرے ؎ وہ حسن دیا ایسا طرح دار بنایا٦٢

تمھارے ہجر کے صدموں کی تاب کس کو ہے ؎ یہ چوبِ خشک کو بھی بیقرار کرتے ہیں٦٣

جب تری یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی ؎ جان لینے کو دلہن بن کے قضا آئی ہے٦٤

مولانا حسن رضا خان کی فکر رسا نے شرعی قیود اور حدود ادب کو پیش نظر رکھتے ہوئے نعت میں ندرت آفرینیاں بھی کیں جن میں سادگی بیان کی خوبی بھی پائی جاتی ہے البتہ ایسے اشعار میں کیف واثر آفرینی کم ہے٦٥ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

قرآں کے حواشی پہ جلالین لکھی ہے ؎ مضموں یہ خطِ عارضِ جاناں سے نکالا٦٦

چمک جاتا مقدر جب دُرِ دنداں کی طلعت سے ؎ نہ کیوں رشتہ گہر کا ریشۂ مسواک ہوجاتا٦٧

درۃ التاج فرقِ شاہی ہے ؎ ذرۂ شوکتِ نعالِ حضور٦٨

حال سے کشفِ رازِ قال نہ ہو ؎ قال سے کیا عیاں ہو حالِ حضور

ہو اگر مدحِ کفِ پا سے منوّر کاغذ ؎ عارضِ حور کی زینت ہو سراسر کاغذ٦٩

مولانا حسن رضا خان نے صفائی زبان میں داغ دہلوی کی تقلید کی ہے انھوں نے احترام نعت کو ملحوظ رکھتے ہوئے روزمرہ ومحاورے کا استعمال کیا جس میں بے ساختگی وآمد کی خوبی پائی جاتی ہے، بقول ڈاکٹر اختر جعفری:

> ''حسن رضا کی نعت گوئی کا کمال ہے کہ روزمرہ اور محاورات اور خوبصورت تراکیب کے استعمال کے باوصف کہیں بھی ادب کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹا اور پائے زبان میں ذرا سی کوئی لغزش یا ارتعاش تک پیدا نہیں ہوا''۔٧٠

روزمرہ ومحاورے کے استعمال کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

موت اس دن کو جو پھر نام وطن کا لیتا ؎ خاک اس سر پہ جو اس در سے کنارہ کرتا ٧١

جو اک گوشہ چمک جائے تمھارے ذرۂ در کا ؎ ابھی منہ دیکھتا رہ جائے آئینہ سکندر کا

اگر جلوہ نظر آئے کفِ پائے منور کا ؎ ذرا سا منہ نکل آئے ابھی خورشید محشر کا٧٢

سلطان وگدا سب ہیں ترے در کے بھکاری ؎ ہر ہاتھ میں دروازے کا بازو نظر آیا٧٣

یہ بیٹھا ہے سکّہ تمھاری عطا کا ؎ کبھی ہاتھ اٹھنے نہ پایا گدا کا٧٤

اے آہ مرے دل کی لگی اور نہ بجھتی ؎ کیوں تو نے دھواں سینۂ سوزاں سے نکالا

منہ مانگی مرادوں سے بھری جیب دو عالم — جب دستِ کرم آپ نے داماں سے نکالا [۷۵]

حسن ہے بے مثل، صورت لاجواب — میں فدا، تم آپ ہو اپنا جواب [۷۶]

حشر میں ایک ایک کا منہ تکتے پھرتے ہیں عدو — آفتوں میں پھنس گئے ان کا سہارا چھوڑ کر [۷۷]

ہوا خلاف ہو، چکر ائے ناؤ کیا غم ہے — وہ ایک آن میں بیڑے کو پار کرتے ہیں [۷۸]

زمیں تھوڑی سی دے دے بہرِ مدفن اپنے کوچے میں — لگا دے میرے پیارے میری مٹی بھی ٹھکانے سے [۷۹]

پار ہوجائے گا اک آن میں بیڑا اپنا — کام کرجائے گی محشر میں شفاعت ان کی [۸۰]

کیا ہے حق نے کریم تم کو ادھر بھی لِلّٰہ نگاہ کرلو — کہ دیر سے بے نوا تمھارے ہاتھوں کو تک رہا ہے [۸۱]

پرشکوہ الفاظ اور تراکیب کا استعمال بھی پایا جاتا ہے جس سے کہیں کہیں بے ساختگیِ کلام کی خوبی متاثر ہوئی ہے لیکن ایسی مثالیں کم ہیں چند اشعار ملاحظہ ہوں:

زمیں کے پھول گریباں دریدۂ غم عشق — فلک پہ بدر دل افگار تابِ حسنِ ملیح

عسل ہو آب بنیں کوزہ ہائے قندِ حباب — جو بحرِ شور میں ہو عکس آبِ حسن ملیح [۸۲]

جمالِ شمس و قمر کا سِنگار ہے شب وروز — فروغِ شمسۂ ایوانِ بارگاہِ رفیع [۸۳]

اگر دودِ چراغِ بزمِ شہ چھو جائے کاجل سے — شبِ قدرِ تجلّی کا ہو سرمہ چشمِ خوباں میں

اگر دودِ چراغِ بزم والا مس کرے کچھ بھی — شمیمِ مشک بس جائے گُلِ شمعِ شبستاں میں [۸۴]

ہے کس کے گیسوئے مشک بو کی شمیم عنبر فشانیوں پر — کہ جائے نغمہ صفیرِ بلبل سے مشکِ اذفر ٹپک رہا ہے [۸۵]

فروغِ اخترِ بدرِ آفتابِ جلوۂ عارض — ضیائے طالعِ بدر اُن کا ابروئے ہلالی ہے [۸۶]

مولانا حسن رضا خان کے نعتیہ اشعار میں علم بدیع کی جلوہ ریزیاں عام دکھائی دیتی ہیں خاص بات یہ کہ انھوں نے صنائع کے استعمال میں تکلف وتصنع سے گریز کیا ہے، لطف یہ ہے کہ اُن کی موجودگی سے کلام کی بے تکلفی اور سادگی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ [۸۷] ذیل میں ان چند صنائع لفظی ومعنوی کا مختصر ذکر ہے جو ان کی نعتوں میں پائی جاتی ہیں:

### صنعت تضاد

حشر کے روز ہنسائے گا خطا کاروں کو — میرے غم خوار دل، شب میں یہ رونا تیرا [۸۸]

یہاں کے ڈوبتے دم میں اُدھر جا کر اُبھرتے ہیں — کنارا ایک ہے بحرِ ندامت بحرِ رحمت کا [۸۹]

مرکے جیتے ہیں جو در پر اُس کے جاتے ہیں حسن — جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر [۹۰]

ویراں ہوں جب آباد مکاں صبحِ قیامت — اجڑا ہوا دل آپ کے جلووں سے بسا ہوا [۹۱]

## مراعات النظیر

وکیل اپنا کیا ہے احمد مختار کو میں نے — نہ کیونکر پھر رہائی میری منشا ہو عدالت کا ۹۲
اُس چہرۂ پرنور کی وہ بھیک تھی جس نے — مہرو ماہ و انجم کو پُر انوار بنایا ۹۳
ہوا بدلی، گھرے بادل کھلے گل بلبلیں چہکیں — تم آئے یا بہار جانفزا آئی گلستاں میں ۹۴
کسی بلا سے انہیں پہنچے کس طرح آسیب — جو تیرے نام سے اپنا حصار کرتے ہیں ۹۵

## تجاہل عارفانہ

کیا بندھا ہم کو خدا جانے خیال — آنکھیں ملتے ہیں جو ہر پتھر سے ہم ۹۶

## لف ونشر مرتب

ہمارا بھروسا، ہمارا سہارا — شفاعت کسی کی، حمایت کسی کی ۹۷

## تلمیح

صدقے ترے اے مردمکِ دیدۂ یعقوب — یوسف کو تری چاہ نے کنعاں سے نکالا
گلزارِ ابراہیم کیا نار کو جس نے — اس نے ہی ہمیں آتشِ سوزاں سے نکالا ۹۸
حضور تیرہ وتاریک ہے یہ پتھر دل — تجلیوں سے ہوئی کوہِ طور کی رونق ۹۹
شبِ معراج تھے جلوے پہ جلوے — شبستانِ دنئے سے ان کے گھر تک ۱۰۰
پیشِ یوسف ہاتھ کاٹے ہیں زنانِ مصر نے — تیری خاطر سر کٹا بیٹھے فدایانِ جمال ۱۰۱

## عکس یا تبدیل

دیواروں کو آئینہ بناتے ہیں وہ جلوے — آئینوں کو جن جلوؤں نے دیوار بنایا
کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر — کونین کی خاطر تمھیں سرکار بنایا ۱۰۲
جو بندہ خدا کا وہ بندہ تمھارا — جو بندہ تمھارا وہ بندہ خدا کا
خدا کا وہ طالب، خدا اُس کا طالب — خدا اس کا پیارا، وہ پیارا خدا کا ۱۰۳

## اقتباس

تمہاری انجمن آرائیوں کو — ہوا ہنگامۂ قالو بلیٰ خاص
جو رکھتا ہے جمالِ مَن رّاٰنی — اسی منھ کی صفت ہے والضحیٰ خاص ۱۰۴
اَنَا لَہا سے وہ بازارِ کسمپرساں میں — تسلی دلِ بے اختیار کرتے ہیں ۱۰۵

جلوۂ شانِ الٰہی کی بہاریں دیکھو — قَدرَأ الحق کی ہے شرح زیارت ان کی ۱۰۶

رفعنا لک ذکرک پر تصدق — سب اونچوں سے اونچی ہے رفعت کسی کی ۱۰۷

### تجنیس تام مستوفی

گل نہ ہوجائے چراغِ زینتِ گلشن کہیں — اپنے سر میں مَیں ہوائے دشتِ جاناں لے چلا ۱۰۸

### تجنیس خطی

آج سنتے ہیں سننے والے، کل — دیکھ لیں گے کہا ہوا تیرا ۱۰۹

ذکر شہ سن کے ہوئے بزم میں محو — ہم نے جلوت میں بھی خلوت کرلی ۱۱۰

### تجنیس محرف

نہ کوئی دوسرا میں تجھ سا ہے — نہ کوئی دوسرا ہوا تیرا ۱۱۱

کیوں نہ ہو تم مالکِ مُلکِ خدا مِلکِ خدا — سب تمھارا ہے خدا ہی جب تمھارا ہوگیا ۱۱۲

وہ مہر مہر فرما، وہ ماہ عالم آرا — تاروں کی چھاؤں آیا صبحِ شبِ ولادت ۱۱۳

تو ہی ہے مُلکِ خدا، مِلکِ خدا کا مالک — راج تیرا ہے زمانے میں حکومت تیری ۱۱۴

### تجنیس زائد وناقص

جو مجھ سے مجھے چھپائے رکھے — وہ جلوہ کر آشکار آقا ۱۱۵

تیری چمک دمک سے عالم جھلک رہا ہے — میرے بھی بخت چمکا صبحِ شب ولادت ۱۱۶

خار ہائے دشت طیبہ چبھ گئے دل میں مرے — عارض گل کی بہارِ عارضی اچھی نہیں ۱۱۷

### تجنیس لاحق

ان کے صدقے میں عذابوں سے چھُٹے — کام اپنا نام ان کا ہوگیا ۱۱۸

تلوے اور تلوے کے جلوے پر نثار — پیارا پیارا نور پیارا آفتاب ۱۱۹

پڑھتے ہیں عرش والے سنتے ہیں فرش والے — سلطانِ نو کا خطبہ صبحِ شبِ ولادت ۱۲۰

### تجنیس مذیل

یہی منظور تھا قدرت کو کہ سایہ نہ بنے — ایسے یکتا کے لیے ایسی ہی یکتائی ہوا ۱۲۱

### تجنیس مکرّر

میں در در پھروں چھوڑ کر کیوں ترا در — اٹھائے بلا میری احسانِ عالم ۱۲۲

میں ہوں میں ہوں اپنی امت کے لیے — کیا ہی پیارا پیارا یہ ارشاد ہے ۱۲۳

ذرّے ذرّے سے ہے طالع نورِشاہ — آفتاب حسن عالمگیر ہے ۱۲۴

### تجنیس مضارع

تیری طلعت سے زمیں کے ذرے مہ پارہ بنے — تیری ہیبت سے فلک کا مہ دوپارا ہوگیا ۱۲۵

### اشتقاق

ہر بات بداعمالیوں سے میں نے بگاڑی — اور تم نے مری بگڑی کو ہر بار بنایا ۱۲۶

کیا ایسا قادر قضا وقدر نے — کہ قدرت میں ہے پھیر دینا قضا کا ۱۲۷

وجودِ پاک باعث خلقتِ مخلوق کا ٹھہرا — تمھاری شانِ وحدت سے ہوا اظہار کثرت کا ۱۲۸

بیکسوں پر مہرباں ہے رحمتِ بے کس نواز — کون کہتا ہے ہماری بے کسی اچھی نہیں ۱۲۹

### سیاقۃ الاعداد

آتے ہیں پاسباں درِشہِ فلک سے روز — ستّر ہزار شام تو ستّر ہزار صبح ۱۳۰

بہرِ خدا بچاؤ ان خار ہائے غم سے — اک دل ہے لاکھ نشتر تم پر سلام ہر دم ۱۳۱

تیری اک اک ادا پر اے پیارے — سو درودیں فدا ہزار سلام ۱۳۲

### ترصیع

قبلے کا بھی کعبہ رخِ نیکو نظر آیا — کعبے کا بھی قبلہ خمِ ابرو نظر آیا ۱۳۳

### تلمیع یاذولسانین

مَـنْ رَّاٰنِـــیْ فَـقَــدْرَ اٰلْـحَــقْ — حسن یہ حق نما ہوا تیرا ۱۳۴

حیف درچشمِ زدن صحبتِ یار آخر شد — اب کہاں طیبہ، وہی ہم، وہی زندانِ قفس

روئے گل سیرند یدم و بہار آخر شد — ہائے کیا قہر کیا الفتِ یارانِ قفس ۱۳۵

مولانا حسن رضا خان کی نعتوں میں نادر تشبیہات و استعارات کا استعمال بھی خوبی سے ہوا ہے، بقول نظیر لدھیانوی:

''مولانا حسن بریلوی نے حتی الامکان تشبیہات اور استعارات کا استعمال کم کیا ہے لیکن جہاں کہیں

کیا ہے استعارے عام فہم اور تشبیہات نہایت لطیف ہیں جن سے شعر پُر اثر اور لطف دوبالا ہوگیا ہے۔"[۱۳۶]

چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

اگر اس خندۂ دنداں نما کا وصف موزوں ہو<br>ابھی لہرا چلے بحرِ سخن سے چشمہ گوہر کا [۱۳۷]

صبحِ محشر ہر ادائے عارضِ روشن میں وہ<br>شمعِ نور افشاں پئے شامِ غریباں لے چلا [۱۳۸]

اے نظمِ رسالت کے چمکتے ہوئے مقطعے<br>تو نے ہی اِسے مطلعِ انوار بنایا [۱۳۹]

چمکتا ہوا چاند ثور و حرا کا<br>اُجالا ہوا بُرجِ عرشِ خدا کا [۱۴۰]

ہے حُسنِ گلوئے مہِ بطحا سے یہ روشن<br>اب مہر نے سر ان کے گریباں سے نکالا

یہ گردنِ پُرنور کا پھیلا ہے اجالا<br>یا صبح نے سر ان کے گریباں سے نکالا

دیتی تھی جو عالم کے حسینوں کو ملاحت<br>تھوڑا سا نمک ان کے نمکداں سے نکالا [۱۴۱]

سوکھے دھانوں کی بھی خبر لے لے<br>کہ ہے بادل گھرا ہوا تیرا [۱۴۲]

جلوہ فرما ہو جو میرا آفتاب<br>ذرے ذرے سے ہو پیدا آفتاب [۱۴۳]

دیکھ رضواں دشتِ طیبہ کی طرف<br>میری جنت کا نہ پائے گا جواب [۱۴۴]

انھوں نے بعض نعتوں میں مشکل زمینوں اور ردیفوں میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ مشکل زمینوں میں جو نعتیں کہی ہیں اُن میں رسمی اشعار نہیں بلکہ زبان اور بیان اور فن کی خوبیوں کے ساتھ خیالات میں ندرت بھی ہے۔[۱۴۵] ایسی چند نعتوں کے مطلع درج ذیل ہیں:

سر صبحِ ولادت نے گریباں سے نکالا<br>ظلمت کو ملا عالمِ امکاں سے نکالا [۱۴۶]

دشمن ہیں گلے کا ہار آقا<br>لٹتی ہے مری بہار آقا [۱۴۷]

پرنور ہے زمانہ صبحِ شبِ ولادت<br>پردہ اٹھا ہے کس کا صبحِ شبِ ولادت [۱۴۸]

جو نور بار ہوا آفتاب حسنِ ملیح<br>ہوئے زمین و زماں کامیاب حسنِ ملیح [۱۴۹]

ہوں جو یادِ رُخِ پر نور میں مرغانِ قفس<br>چمک اُٹھے کوچۂ یوسف کی طرح شانِ قفس [۱۵۰]

خاکِ طیبہ کی اگر دل میں ہو وقعت محفوظ<br>عیب کوری سے رہے چشمِ بصیرت محفوظ [۱۵۱]

مدینے میں ہے وہ سامانِ بارگاہِ رفیع<br>عروج و اوج ہیں قربان بارگاہِ رفیع [۱۵۲]

خوشبوئے دشتِ طیبہ سے بس جائے گر دماغ<br>مہکائے بوئے خلد مرا سر بسر دماغ [۱۵۳]

طور نے تو خوب دیکھا جلوۂ شانِ جمال　　　اِس طرف بھی اِک نظر اے برقِ تابانِ جمال[۱۵۴]

مولانا حسن رضا خان کی نعتیہ شاعری منظوم خیالات تک محدود نہیں بلکہ اُس میں وہ محاسن بھی پائے جاتے ہیں جن سے شعر واقعی شاعری کے درجے میں آتا ہے اور قلب و ذہن کو متاثر کرتا ہے۔ اُن کی نعتیہ شاعری اردو نعت گوئی میں اہمیت کی حامل ہے ان کی نعتوں میں فکر و فن اور جذبہ و تخیل کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔ ان کی ندرت بیان، طرز ادا اور تخیل کی بلند پروازی نے پہلے سے موجود مضامین کو نہ صرف نئے زاویوں سے ہم کنار کیا بلکہ اردو نعت میں نئے مضامین و نکات بھی داخل کیے۔ انھوں نے اپنی داخلی کیفیات اور حب رسول ﷺ کا والہانہ اور بے ساختہ اظہار کیا جس میں شاعرانہ حسن آفرینی و حسن کاری بھی پائی جاتی ہے۔

## حوالہ جات


۱۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر ''اردو کی نعتیہ شاعری'' ص:۲۹

۲۔ ایضاً، ص:۴۹

۳۔ سری رام، لالہ ''خمخانۂ جاوید'' جلد دوم ص:۴۵۰

۴۔ گوہر، شمیم، ڈاکٹر ''شاعری میں حسن کا مقام اور منصب'' مشمولہ رسالہ سنی دنیا، ص:۱۱۸

۵۔ کعبی، منیر الحق ''مولانا حسن بریلوی اور نگارستان لطافت ایک مطالعہ'' مشمولہ رسالہ القول السدید، ص:۳۴۔۳۵

۶۔ گوہر، شمیم، ڈاکٹر، ص:۱۱۸

۷۔ ادیب، لطیف حسین ''حسن بریلوی حیات اور کارنامے'' مشمولہ رسالہ سنی دنیا، ص:۱۰

۸۔ ایضاً

۹۔ احمد، محمد مرید، چشتی ''تقدیم'' مشمولہ ''شعرِ حسن'' مصنفہ نظیر لدھیانوی، ص:۷

۱۰۔ ایضاً، ص:۷۔۸

۱۱۔ حسرت موہانی ''تذکرۃ الشعراء'' مرتبہ شفقت رضوی، ص:۲۹۴

۱۲۔ ''حسن بریلوی حیات اور کارنامے''، ص:۰۹

۱۳۔ حسرت موہانی، ص:۲۹۵

۱۴۔ خان، حسن رضا ''ثمر فصاحت'' ص:۱۹۷

۱۵۔ ادیب، لطیف حسین ''مولانا حسن بریلوی بحیثیت نعت گو'' مشمولہ العلم، جلد ۴، شمارہ ۲، ص:۱۰۸

۱۶۔ حسرت موہانی، ص:۲۹۴

۱۷۔ سری رام، لالہ: ص:۴۵۰

۱۸۔ ''حسن بریلوی حیات اور کارنامے''، ص:۱۱

۱۹۔خان، احمد رضا: ''الملفوظ'' جلد دوم مرتبہ محمد مصطفیٰ رضا خان، ص:۴۴

۲۰۔خان، حسن رضا: ''ذوقِ نعت'' ص:۴۔۵

۲۱۔ایضاً، ص:۰۹

۲۲۔ایضاً، ص:۱۳

۲۳۔ایضاً، ص:۴۵

۲۴۔خان، احمد رضا، ص:۴۴

۲۵۔''مولانا حسن بریلوی بحیثیت نعت گو'' ص:۱۰۷

۲۶۔ادیب، لطیف حسین: ص:۱۵

۲۷۔''ذوقِ نعت'' ص:۱۲

۲۸۔''ذوقِ نعت'' ص:۱۷

۲۹۔ایضاً، ص:۴۰

۳۰۔ایضاً، ص:۵۸

۳۱۔ایضاً، ص:۶۳

۳۲۔ایضاً، ص:۷۳

۳۳۔ایضاً، ص:۰۵

۳۴۔ایضاً، ص:۰۸

۳۵۔ایضاً، ص:۶۶

۳۶۔ایضاً، ص:۱۰

۳۷۔ایضاً، ص:۶۷

۳۸۔ایضاً، ص:۷۲

۳۹۔ایضاً، ص:۷۶

۴۰۔ایضاً، ص:۲۲

۴۱۔ایضاً، ص:۵۴

۴۲۔ایضاً، ص:۷۲

۴۳۔ایضاً، ص:۷۷

۴۴۔صابر، سنبھلی، ڈاکٹر: ''مولانا حسن رضا خان اور اعلیٰ حضرت میں کچھ مماثلتِ طرح'' مشمولہ نعت رنگ، ص:۲۲۶

۴۵۔''ذوقِ نعت'' ص:۱۶

۴۶۔ایضاً، ص:۲۷

۴۷۔ایضاً، ص:۳۷

۴۸۔ایضا،ص:۴۶

۴۹۔ایضا،ص:۴۸

۵۰۔ایضا،ص:۵۲

۵۱۔نظیر لدھیانوی ''شعرِ حسن''، ص:۱۹

۵۲۔''ذوقِ نعت''، ص:۰۵

۵۳۔ایضا،ص:۱۹

۵۴۔ایضا،ص:۳۹

۵۵۔ایضا،ص:۴۰

۵۶۔ایضا،ص:۴۹

۵۷۔ایضا،ص:۴۲

۵۸۔ایضا،ص:۴۶

۵۹۔ایضا،ص:۷۰

۶۰۔ایضا،ص:۷۵

۶۱۔ایضا،ص:۸

۶۲۔ایضا،ص:۱۲

۶۳۔ایضا،ص:۶۰

۶۴۔ایضا،ص:۷۷

۶۵۔شمس بریلوی ''حضرت حسن رضا بریلوی کی نعت گوئی اور ان کے دیوان ذوقِ نعت پر ناقدانہ نظر''، ص:۱۷

۶۶۔''ذوقِ نعت''، ص:۱۶

۶۷۔ایضا،ص:۱۷

۶۸۔ایضا،ص:۴۱

۶۹۔ایضا،ص:۴۰

۷۰۔جعفری، اختر، ڈاکٹر ''حسن رضا بریلوی کی نعت گوئی'' مشمولہ ماہنامہ نعت، ص:۲۷

۷۱۔''ذوقِ نعت''، ص:۰۷

۷۲۔ایضا،ص:۱۰

۷۳۔ایضا،ص:۱۲

۷۴۔ایضا،ص:۱۴

۷۵۔ایضا،ص:۱۶۔۱۷

۷۶۔ایضا،ص:۲۷

۷۷۔ ایضا،ص:۴۲

۷۸۔ ایضا،ص:۶۰

۷۹۔ ایضا،ص:۶۷

۸۰۔ ایضا،ص:۶۸

۸۱۔ ایضا،ص:۷۱

۸۲۔ ایضا،ص:۳۷

۸۳۔ ایضا،ص:۴۷

۸۴۔ ایضا،ص:۵۹

۸۵۔ ایضا،ص:۷۱

۸۶۔ ایضا،ص:۷۲

۸۷۔ شمس بریلوی،ص:۲۲

۸۸۔ ''ذوقِ نعت''،ص:۰۵

۸۹۔ ایضا،ص:۹

۹۰۔ ایضا،ص:۴۲

۹۱۔ ایضا،ص:۶۵

۹۲۔ ایضا،ص:۰۹

۹۳۔ ایضا،ص: ۱۳

۹۴۔ ایضا،ص:۵۹

۹۵۔ ایضا،ص:۶۰

۹۶۔ ایضا،ص:۵۵

۹۷۔ ایضا،ص:۷۳

۹۸۔ ایضا،ص:۱۶

۹۹۔ ایضا،ص:۴۹

۱۰۰۔ ایضا،ص:۵۰

۱۰۱۔ ایضا،ص: ۵۱

۱۰۲۔ ایضا،ص:۱۲

۱۰۳۔ ایضا،ص:۱۵

۱۰۴۔ ایضا،ص:۴۴

۱۰۵۔ ایضا،ص:۶۰

۱۰۶۔ایضا،ص:۶۸

۱۰۷۔ایضا،ص:۷۳

۱۰۸۔ایضا،ص:۱۱

۱۰۹۔ایضا،ص:۱۹

۱۱۰۔ایضا،ص: ۶۸

۱۱۱۔ایضا،ص:۲۱

۱۱۲۔ایضا

۱۱۳۔ایضا،ص:۲۹

۱۱۴۔ایضا،ص:۷۶

۱۱۵۔ایضا،ص:۱۹

۱۱۶۔ایضا،ص:۳۰

۱۱۷۔ایضا،ص:۵۸

۱۱۸۔ایضا،ص:۰۸

۱۱۹۔ایضا،ص:۲۸

۱۲۰۔ایضا،ص:۲۹

۱۲۱۔ایضا،ص:۶۳

۱۲۲۔ایضا،ص:۵۳

۱۲۳۔ایضا،ص:۶۹

۱۲۴۔ایضا،ص:۷۰

۱۲۵۔ایضا،ص:۲۱

۱۲۶۔ایضا،ص:۱۳

۱۲۷۔ایضا،ص:۱۵

۱۲۸۔ایضا،ص:۰۹

۱۲۹۔ایضا،ص:۵۸

۱۳۰۔ایضا،ص:۳۶

۱۳۱۔ایضا،ص:۵۳

۱۳۲۔ایضا

۱۳۳۔ایضا،ص:۱۱

۱۳۴۔ایضا،ص:۲۰

۱۳۵۔ایضا،ص:۴۳

۱۳۶۔نظیرلدھیانوی،ص:۲۶

۱۳۷۔''ذوقِ نعت''،ص:۱۰

۱۳۸۔ایضا،ص:۱۱

۱۳۹۔ایضا،ص:۱۲

۱۴۰۔ایضا،ص:۱۴

۱۴۱۔ایضا،ص:۱۶

۱۴۲۔ایضا،ص:۲۱

۱۴۳۔ایضا،ص:۲۷

۱۴۴۔ایضا

۱۴۵۔نظیرلدھیانوی،ص:۳۱

۱۴۶۔ایضا،ص:۱۶

۱۴۷۔ایضا،ص:۱۷

۱۴۸۔ایضا،ص:۱۸

۱۴۹۔ایضا،ص:۳۷

۱۵۰۔ایضا،ص:۴۳

۱۵۱۔ایضا،ص:۴۶

۱۵۲۔ایضا

۱۵۳۔ایضا،ص:۴۷

۱۵۴۔ایضا،ص:۵۰

## فہرستِ اسنادِ محولہ


۱۔احمد،محمد مرید،چشتی''تقدیم''،مشمولہ''شعرِ حسن''مصنفہ نظیرلدھیانوی،رضا پبلی کیشنز،لاہور،۱۹۷۸ء

۲۔ادیب،لطیف حسین''حسن بریلوی حیات اور کارنامے''مشمولہ رسالہ سنی دنیا،مولانا حسن بریلوی نمبر،اگست ۱۹۹۴ء

۳۔==''مولانا حسن بریلوی بحیثیت نعت گو''مشمولہ سہ ماہی العلم،جلد۴،شمارہ۲،جنوری تا جون ۱۹۵۵ء

۴۔جعفری،اختر،ڈاکٹر''حسن رضا بریلوی کی نعت گوئی''مشمولہ ماہنامہ نعت،جلد۳،شمارہ۱۰،جنوری،۱۹۹۰ء

۵۔حسرت موہانی''تذکرۃ الشعراء''مرتبہ شفقت رضوی،ادارہ یادگار غالب،کراچی،۱۹۹۹ء

۶۔خان،احمد رضا''الملفوظ''جلد دوم،مرتبہ محمد مصطفیٰ رضا خان،حسنی پریس،بریلی،۱۳۳۸ھ

۷۔خان، حسن رضا ''ثمرِ فصاحت''، مطبع اہلسنت و جماعت، بریلی، ۱۳۱۹ھ
۸۔== ''ذوقِ نعت'' حزب الاحناف، لاہور، ۱۳۲۲ھ
۹۔سری رام، لالہ ''خمخانۂ جاوید'' جلد دوم، امپیریئل بک ڈپو پریس، دہلی، ۱۹۱۱ء
۱۰۔شمس بریلوی ''حضرت حسن رضا بریلوی کی نعت گوئی اور ان کے دیوان ذوقِ نعت پر ناقدانہ نظر'' مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی، س۔ن
۱۱۔صابر، سنبھلی، ڈاکٹر: ''مولانا حسن رضا خان اور اعلیٰ حضرت میں کچھ مماثلتِ طرح'' مشمولہ نعت رنگ، شمارہ ۱۸، ۲۰۰۵ء
۱۲۔فرمان فتح پوری، ڈاکٹر ''اردو کی نعتیہ شاعری'' حلقۂ نیاز و نگار، کراچی، ۱۹۹۸ء
۱۳۔کعبی، منیر الحق ''مولانا حسن بریلوی اور نگارستانِ لطافت ایک مطالعہ'' مشمولہ رسالہ القول السدید، مئی، ۱۹۹۷ء
۱۴۔گوہر شیمم، ڈاکٹر ''شاعری میں حسن کا مقام اور منصب'' مشمولہ رسالہ سنی دنیا، مولانا حسن بریلوی نمبر، اگست ۱۹۹۴ء
۱۵۔نظیر لدھیانوی ''شعر حسن'' رضا پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۷۸ء